Dr. Rizwana Perween

R.N College Hajipur Vaishali

B.A Part-I (Hon) Paper-IV

Date - 24-07-2020

Time - 2:00 P.M

Topic - Bagh-o-Bahar Ki Adbi Ahmiat.

سوال:- باغ و بہار کی ادبی اہمیت کیا ہے واضح کیجئے۔

جواب:- باغ و بہار اُردو ادب کی ایک لازوال داستان ہے۔ اس کتاب کی اہمیت اُردو کے ادبی اور علمی حلقے میں یوں اچانک کیوں قائم ہوئی اس کے وجوہات کی تلاش کرنے ہمیں اُردو نثر کی روایت سے واقف ہونا بے حد ضروری ہے۔ تلاش و تحقیق کے بعد بھی اُردو میں باغ و بہار سے نصف درجن سے زیادہ ادبی نثر کی کتابیں حاصل نہیں کی جا سکیں جن میں سب رس، عجائب القصص، قصہ مہر و افروز دلبر اور نو طرز مرصع جیسی داستانوں کے علاوہ اُردو نثر میں دوسری کوئی ایسی قابل قدر کتاب نہیں ملتی۔ حد تو یہ کہ اس عہد کے مسلم الثبوت شعراء نے بھی نثر نویسی کی تو فارسی میں۔ جس کا ثبوت میر، میر حسن وغیرہ کے تحریر کردہ تذکرے ہیں جس کی زبان فارسی ملتی ہے۔

میر امن کے پاس کوئی نیا قصہ نہیں تھا۔ انہوں نے بھی اپنے عہد کے اور اس سے ما قبل کی داستانوں کے مطالعہ سے جو چیزیں اخذ کیں اسی کا چربہ اپنی کتاب میں اتارا ہے۔ تمام داستانوں کا بغور جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ سب کے قصے اور انداز ایک دوسرے سے ملتے جلتے دکھائی دیتے ہیں۔ کلیم الدین احمد نے مختلف داستانوں کے آغاز، انجام اور درمیان کے اہم پیراؤں سے اقتباسات جمع کرکے تقریباً یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اکثر و بیشتر تمام داستانوں میں یکسانیت قائم رہتی ہے۔ قصہ شروع بھی ویسے ہی ہوتا ہے اور اس کا اختتام بھی مختلف نہیں ہوتا۔ درمیان میں کوئی مسئلہ پیدا ہوا تو اس کا حل بھی مختلف داستانوں میں ایک ہی طرح سے تجویز کیا جائے گا۔ ایسے میں کسی داستان کی انفرادیت عملاً کیسے طے ہو گی۔ اس کا ایک واحد ذریعہ اسلوب یا زبان و بیان ہو سکتا ہے۔

میر امن نے پہلی مرتبہ اردو میں داستان کی بنیاد گفتگو پر رکھی۔ اس طرح میر امن نے باغ و بہار کو عوامی شعور میں موجود زبانی داستانوں کی روایت کو سمیٹ کر تحریری صورت دینے کا کام کیا۔ میر امن نے نثر کے جو آداب ایجاد کیے، انہیں ہی رد و بدل کے ساتھ تمام نثری اصناف میں آج تک اردو ادب میں کامیابی کے ساتھ استعمال میں لایا جا رہا ہے۔

میر امن نے قصّہ گوئی کے تمام روایتی گُر کو باغ و بہار میں آزمایا ہے۔ گفتگو کی جتنی جہتیں ہو سکتی ہیں سبھی باغ و بہار میں موجود ہیں۔ میر امن دلّی کے تھے وہاں کی عام زبان میں ہی اس داستان کو انہوں نے لکھا ہے۔ ساتھ ہی بادشاہ، امراء، رئیس زادے کے ساتھ ساتھ مصیبت زدہ، فقیر، مجبور سبھی اپنے اپنے ڈھنگ اور لہجے میں باغ و بہار میں موجود ہیں، یہ میر امن کے قلم اور ان کے شعور کا کمال ہے۔ انہوں نے عورتوں کی گفتگو بھی بڑی خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔

میر امن زبان اور تہذیب و ثقافت کو الگ الگ نہیں مانتے۔ اسی لیے کلکتے میں بیٹھ کر انگریزوں کی ہدایت اور مشورے سے بھی جب وہ قصّہ گوئی کرتے ہیں، اس وقت وہ دلّی کی زبان اور تہذیب کی ہی عکاسی کرتے نظر آتے ہیں۔

باغ و بہار کے قصے ہندوستان سے متعلق نہیں ہیں۔ عرب و ایران کی فضا میں ان کی گہری جڑیں ہیں۔ ایک قصّے کا سرا چین سے جا ملتا ہے۔ عرب و ایران کی اسلامی فضا کے ساتھ چین کے قصّے میں بھی کردار غیر اسلامی نہیں ہیں۔ گویا کہ باغ و بہار کی دنیا مذہب اسلام سے متعلق ہے لیکن اس کا لکھنے والا ہندوستانی باشندہ ہے جسے ہندوستان کے رسوم، زبان و محاورات اور تہذیب سے بڑی انسیت ہے۔ میر امن دلّی کی تہذیب اور اپنی زبان و بیان کی مہارت کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔ زبان کے ساتھ ساتھ کردار نگاری پر بھی میر امن قادر ہیں۔ قصّے اور کرداروں پر ان کی گرفت اتنی پختہ ہے کہ وہ کسی کو بھی اپنی دسترس

سے بہت دُور نہیں جانے دیتے ۔ چاروں درویش اور خود آزاد بخت سب کی زندگی ایک خاص ناپ تول کے ساتھ ہمارے سامنے آتا ہے ۔ سب اپنے اپنے انداز میں اپنا دکھڑا سناتے نظر آتے ہیں ۔ کوئی ایسا نہیں جس کا ماضی آسائشوں سے بھرا نہ رہا ہو لیکن حالیہ صورت حال سے سب پریشان ہیں ۔ اسی لیے ہر درویش یہاں تک کہ بادشاہ آزاد بخت بھی اپنے ماضی کو یاد کر خوشی کا احساس کر لیا کرتا ہے ۔

ناقدین نے "باغ و بہار" کو "زندہ نثر کی کتاب" کہا ہے ۔ اس کتاب کے لکھے ہوئے دو سو سال کا وقفہ ہو چکا ہے لیکن اب تک تمام ناقدین نے باغ و بہار کی نثر کی تعریف ہی کی ہے ۔ باغ و بہار میں عام بول چال کے انداز کو اہمیت دی گئی ہے یہ میر امن کے ذریعہ کیا گیا اردو زبان و ادب میں پہلا تجربہ تھا جو بہت کامیاب اور پسندیدہ ثابت ہوا جسے آگے چل کر مرزا غالب نے اپنے خطوط میں اپنایا اور اردو نثر میں اضافے کی صورت نکلی ۔ میر امن کا انداز گفتگو لکھنے کیسے استعمال کرتے تھے وہ ملاحظہ ہو :

"اس وزیر کی ایک بیٹی تھی ، برس چودہ پندرہ کی ، نہایت خوبصورت اور قابل ، نوشت و خواند میں درست"

درج بالا مختصر اقتباس کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ میر امن کس طرح آسان اور سادہ زبان میں گفتگو کا انداز اختیار کرتے ہوئے باغ و بہار لکھی ہے ۔ انہیں خوبیوں کے سبب آج تک باغ و بہار اردو کے نصاب میں شامل ہے اور اس کی ادبی اہمیت برقرار ہے ۔